Sharing Ideas

تبادلہِ خیالات

کیا سیدنا مسیح خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں؟

Is Jesus [Hazrat Issa] the Son of God?

علامہ جوہر:

اسلام علیکم، احسان صاحب

والیکم اسلام و رحمتہ اللہ علیہ، جوہر صاحب کیا حال چال ہیں؟

علامہ احسان:

الحمد و اللہ، قبلہ آجکل تو آپ بہت جلدی جلدی آرہے ہیں۔ کیا خیریت تو ہے؟

علامہ جوہر:

بھئی سوالات ایسے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ سے ان تمام اہم اہم سوالات جو ہیں ان کا جواب طلب کروں اورکچھ سکھوں اورکچھ سکھاوں تو اس سلسلے میں مجھے آنا ہی پڑتا ہے، کیا کریں۔

علامہ احسان:

پس ------------ توپھر آپ اپنے سوالات پیش کیجیئے

علامہ جوہر:

بھئی آج کے سوالات تو کچھ ذرا سے آپ کی نظر میں تو شاید ٹیڑھے ہونگے لیکن ہماری نظر میں تو یہ بالکل سیدھے سادھے اورحق پر مبنی سوال ہیں۔ تو اگر آپ اجازت دیں تو میں سوال کرتا ہوں۔

علامہ احسان:

قبلہ، بسم اللہ، بسم اللہ

علامہ جوہر:

پہلا سوال یہ ہے کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام خدا تعالٰی کے بیٹے ہیں۔

علامہ احسان:

جی ہاں، ہم کہتے ہیں۔

علامہ جوہر:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ خدا تعالٰی کے بیٹے ہیں تو بھائی خدا کی بیوی کا تو نام بتایئے، نعوزباللہ کہہ کہ میں یہ کہتا ہوں اوراس کو آخر آپ کو علم ہوگا

علامہ احسان:

قبلہ، میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے موضوع کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اوراعتراض کرنے میں جلدی کی ہے اورآپ کے زہن کے پیچھے جو آیت ہوگی جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں وہ قرآن مجید کی سورۃ اخلاص ہوگی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ؛

" کہہ دیجیئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے وہ جنتا نہیں ہے اوروہ جنا نہیں جاتا ہے اوراس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے"

اورجہاں آپ نے یہ بیوی کا سوال کھڑا کیا ہے وہاں آپ کے زہن میں یہ دوآیتیں وہ سکتی ہیں۔ ایک سورۃ جن کی آیت نمبرتین ہے یہ میں کہا گیا ہے کہ وہ پاک ذات وہ انچی ذات وہ ہمارا رب وہ بہت بڑا ہے اورنہ اس نے کوئی بیوی اپنے لئے اختیار کی ہے اورنہ ہی بیٹا۔ ایک اورجگہ یعنی سورۃ انعام کی آیت نمبر۱۰۰ اور۱۰۱ میں کہا گیا ہے کہ؛

"انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنا لیا جنوں کو اورانہوں نے اس کو پیدا کیا اورانہوں نے اس کے لئے بیٹے اوربیٹیاں بنا لیں جس کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ وہ ذات پاک ہے اوربلند و بالا ہے جو چیز وہ اس سے منسوب کرتے ہیں۔ وہ زمین اورآسمان کا پیدا کرنے والا ہے اسکی بیوی اسکا بچہ کیسے ہوسکتا ہے جب اس کی بیوی نہیں ہے۔ اوراس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

علامہ جوہر:

جوہر صاحب آپ نے میرے منہ کی باتیں چھین لی ہیں اوریہی وہ آیات ہیں جن پر ہمارا پختہ یقین ہے۔

علامہ احسان:

جی، لیکن آپ نے غورنہیں کیا کہ ان آیات میں کہیں عیسائیوں کو کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ پہلی آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی سورۃ اخلاص پوری کی پوری وہ مشرقینِ مکہ سے خطاب ہے اس کے بعد سورۃ جن جو ہے اس کی اگرآپ پہلی دوآیات پڑھ لیں توآپ کو معلوم ہوگا کہ جنوں کا تذکرہ ہے ظاہر ہے کہ ہم انسان ہیں جنوں میں ہمارا شمارآپ نہیں کیجیئے سورۃ انعام میں آپ نے دیکھا کہ تاکہ اس کے بیٹے اوربیٹیاں بنا دی گئی ہیں اورہم تو صرف ایک بیٹے کا تذکرہ کرتے ہیں نہ ہم بہت سارے بیٹوں کا کہتے ہیں نہ بیٹیوں کا اس لئے یہ سوال کہ صاحب اس کی جب بیوی ہی نہیں ہے تو بچہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ یہاں سے ماخوذ ہے لیکن قبلہ میں اس کا جواب بالکل سیدھا سادھا سا یہ دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ غلط استعمال کیا گیا ہے کہ خدا کا کوئی ولد نہیں اورہم بھی اس چیز کو مانتے ہیں لیکن ہم حضرتِ مسیح کو ابن کہتے ہیں اورولد نہیں کہتے وہ جسمانی بیٹے نہیں ہیں ہم روحانی مفہوم استعمال کرتے ہیں۔

علامہ جوہر:

نہیں تو آپ چاہے روحانی مفہوم استعمال کریں لیکن جب آپ یہ کہہ دیتے ہیں اگر کسی طریقے سے یہ بات مان لی جائے کہ خدا کے بیٹا پیدا ہوا ہے تو آپ دراصل خدا کو نعوذباللہ حیوان نہیں بنا دیتے؟

علامہ احسان:

نہیں قبلہ حیوان تو بنانے کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم یہ کہیں کہ وہ اس طرح سے جسمانی بیٹے ہیں جیسے کہ ہم اورآپ پیدا ہوئے ہیں لیکن جب ہم یہ کہہ رہے کہ یہ روحانی معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اگرآپ پوری بائبل میں سے کوئی ایک آیت ایسی پیش کردیں جس میں اس قسم کے تعلقات کا تذکرہ ہو خدا کا، کہ کسی مرد کسی عورت کے ساتھ اس نے وہ تعلقات قائم کئے جو مرد اورعورت، میاں اوربیوی میں ہوتے ہیں تو میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ ایسی کوئی آیت پیش کریں تو اپ قطعاً پیش نہیں کرسکیں گے۔

علامہ جوہر:

تو پھرآپ بیٹا کیوں کہتے ہیں؟ سوال تو یہ ہے۔

علامہ احسان:

ہاں یہ آپ کا سوال یہ صحیح ہے کہ صاحب ہم بیٹا کیوں کہتے ہیں؟ ہم اور کیوں کچھ نہیں کہہ سکتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو نئے عہد نامے کے مصنفین نے آپ حضرتِ مسیح کو اس لقب سے یاد کیا ہے پھر حضرتِ یعیاہ نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا جبرائیل فرشتے نے آپ کی پیدائش سے پیشترآپ کو یہی لقب دیا خود خداوند رب العالمین نے مسیح کو بپتسمہ دینے کے موقع پر اورپھر پہاڑپرآپ کی صورت بدل جانے پرآپ کو بیٹا کہا۔ ظاہر ہے کہ ہم نے یہ لفظ خود ایجاد نہیں کیا ہے ہم تو اپنی کتاب کی پیروی کرتے ہوئے اوراپنے خدا کی پیروی کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

علامہ جوہر:

نہیں، دیکھیئے سوال یہ ہے کہ یہ جو عقیدہ ہے کہ خدا کی اولاد ہے تو میں سوچتا ہوں اگر آپ نے یونانی تاریخ کا مطالعہ کیا ہو تو وہاں پر آپ کو یہ جو خیال ہے وہ ملتا ہے کہ ان کے ہاں دیوتاؤں کی اولاد ہوا کرتی تھی یہ اس طرح سے تو نہیں ہے؟

علامہ احسان:

۔۔۔ یہاں تک تو آپ کی بات صحیح ہے کہ یونانی ایسی چیز مانتے تھے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کم ازکم عیسائیوں نے یہ عقیدہ جو ہے یونانیوں سے لیا۔ کیونکہ آپ نے کیونکہ تاریخ کا حوالہ دیا ہے تو میں آپ کی توجہ تاریخ کی اس حقیقت کی طرف مبزول کراتا ہوں کہ جنابِ مسیح کے پہلے حوائی تمام کے تمام یہودی تھے کوئی بھی یونانی نہیں تھا اور یہودی پکے مواہد ہوتے ہیں وہ مجھ سے اور آپ سے زیادہ توحید پرست ہیں۔ ظاہر ہے وہ اس قسم کی بات تو نہیں کر سکتے تھے کہ یونانیوں سے جا کے متفق ہو جاتے لہٰزہ یہ آپ کا سوال اگرچہ آپ نے تاریخ کا حوالہ دیا ہے اس لئے تاریخ کی حقیقت پر تو قطعاً مبنی نہیں ہے میرا خیال ہے اگر آپ کچھ اور سوال کوئی پیش کریں تو زیادہ مناسب رہے گا۔

علامہ جوہر:

جوہر صاحب اگر خدا کے لئے لفظی طور پر بیٹا ماننا خدا کی طرف ان نقائص کو منسوب کرنا ہے جو عموماً انسانوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیا آپ اس سے متفق نہیں؟

علامہ احسان:

میں آپ سے متفق ہوں لیکن اس وقت جبکہ ہم بیٹا اس مفہوم میں استعمال کر رہے ہوں جبکہ ہم اپنی اولاد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ میں آپ سے بار بار یہی کہہ رہا ہوں کہ قبلہ ہم اس مفہوم میں قطعاً لفظ بیٹا نہیں استعمال کرتے جس طرح کسی جانور کے بچہ پیدا ہوتا ہے نہ ہم اس مفہوم میں استعمال کرتے ہیں جو کہ انسانوں کی اولاد کے لئے استعمال ہوتا ہے بلکہ ہم روحانی معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔ اگر آپ خود بائبل پر غور کریں، کتابِ مقدس کا مطالعہ کریں تو آپ کو خود یہ ملے گا کہ کس طرح سے روحانی مفہوم پایا جاتا ہے۔

علامہ جوہر:

نہیں، تو پھر اس کا مطلب ہے کہ حضرت مسیح نے باپ کا جو لفظ استعمال کیا ہے تو وہ تو اسی معنوں میں کیا ہے جیسے خدا سب کا پروردِگار ہے تو آپ نے چونکہ انہوں نے باپ کا لفظ استعمال کیا اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ان کے بیٹے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس لفظ کا استعمال ان معنوں میں کیا ہے کہ خدا سب کا پروردِگار ہے اور ہم یہ بات مانتے ہیں۔

علامہ احسان:

یہ تو صحیح ہے کہ خدا سب کا پروردِگار ہے لیکن اگر آپ پروردِگار کے معنی میں استعمال کریں تو اس صورت میں صرف جنابِ مسیح کو خالصتاً خدا کا بیٹا یا اکلوتا بیٹا کہنے کو کوئی جواز نہیں رہتا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کا بیٹا اس کام کے بِنا پر کہا گیا ہے جو آپ نے اپنی زندگی کے زمینی ایام میں بطورمنّجی انجام دیا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوں پولوس رسول نے گلتیوں کے خط کے دوسرے باب کی تیسری آیت میں یہ کہا کہ "خدا کا بیٹا جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کردیا۔" یہاں پر آپ دیکھتے ہیں کہ بیٹا اس لئے نہیں کہا گیا کہ خدا ان کا پروردِگار ہے بلکہ اس خاص رشتہ کو ظاہر کرنے کے لئے کہ کس طرح سے انہوں نے خدا کا مرضی پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو پست کیا اور موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ تو یہ جو انہوں نے اپنے آپ کو خادم کی صورت میں پست کیا یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔

علامہ جوہر:

کیا یہ کہنا کے خدا نے اپنے آپ کو پست کیا اس کو ذلیل کرنے کے برابر نہیں ہے؟ جوہر صاحب

علامہ احسان:

نہیں قبلہ، ایسا نہیں ہے، پست کرنا اور ذلیل کرنا دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ آپ خود صاحبِ اولاد ہیں آپ بہتر جانتے ہیں کہ آپ اپنے بچے کے لئے جب آپ سے گفتگو کرتے ہیں اس طرح آپ اپنے آپ کو پست کرتے ہیں آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں لیکن کیا آپ اپنے بچے کے آگے وہ زبان بولنا پسند کریں گے جو وہ نہیں سمجھ سکتا آپ خود اس کے سطح پر اتر آتے ہیں اور اس سے ویسے

بات کرتے ہیں کہ ۔۔۔۔ ادل تو آوَ میری بات تو سنو۔۔۔ ظاہر ہے کہ آپ اپنے آپ کو اسکے لئے پست کر رہے ہوتے ہیں لیکن آپ اس کی نظروں میں ذلیل نہیں ہو رہے ہوتے بلکہ آپ اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو پست کرنا ذلیل کرنا نہیں ہے بلکہ محبت کا اظہار کرنا ہے اور محبت قربانی چاہتی ہے اور قربانی دیتی ہے محبت اپنی عزت کی فکر نہیں کرتی بلکہ محبوب کی فکر کرتی ہے۔ اور ہم یہی آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

علامہ جوہر:

جوہر صاحب، یہ موضوع سے ہٹ کے ذرا بات ہے لیکن یہ آپ کی بات سے مجھے بات یاد آئی۔ اگر یہ قربانی ہی کی بات تھی اور اگر یہ محبت ہی کی بات تھی تو ایسی قربانی کیوں گوارا کی جو کہ خود لعنتی قربانی ہو۔ بائبل میں اس کا ذکر میں نے کہیں پڑھا تھا کہ اس نے موت گوارا کی بلکہ صلیبی موت یعنی لعنتی موت گوارا کی تو اس کا آپ کے پاس کیا جواز ہے؟

علامہ احسان:

قبلہ آپ نے جو سوال کیا وہ حقیقتاً جیسے آپ نے محسوس کیا ہے موضوع سے ہٹ کر ہے اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ پہلے تو میں آپ سے یہ گذارش کروگا کہ اگر دوسری دفعہ جب آپ آئیں آپ اسی صلیبی موت کے بارے میں تیار ہو کے آئیں تو بہت اچھا رہے گا ہم اسی موضوع پہ گفتگو کر لیں گے۔ لیکن اس سے پہلے میں آپ سے ایک اور گذارش یہ کردوں کہ جہاں پر آپ نے یہ لعنت کا تذکرہ کیا ہے کیونکہ اس کا گناہ کے موضوع سے بہت گہرہ تعلق ہے اور ہم اس پر اس وقت گفتگو نہیں کرسکتے کیونکہ ہمارے موضوع سے اس کا تعلق نہیں ہے اس لئے اگر آپ گناہ اور موت اور ان تمام چیزوں پہ تیاری کر کے آئیں تو ہم تبادلہ خیالات کر لیں گے۔ اس لئے اس وقت آپ مجھے معزور رکھیں تو آپ کی نوازش ہوگی۔

علامہ جوہر:

میں پھر جوہر صاحب آپ سے ایک اور سوال کرتا ہوں، سوال یہ ہے کہ کیا آپ مسیح کو اس لئے خدا کا بیٹا کہتے ہیں کیونکہ ان کا کوئی انسانی باپ نہ تھا؟

علامہ احسان:

نہیں قبلہ، یہ قطعناً نہیں، میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ہم بیٹا قطعناً اس وجہ سے نہیں کہتے۔ کیونکہ اگر یہ جواز مان لیا جائے کے ہم اس وجہ سے انہیں بیٹا کہتے ہیں کیونکہ ان کا باپ نہیں تھا تو ہمیں ملک صدق کو بھی بیٹا ماننا پڑجائے گا کیونکہ اس کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ نہ اس کا آغاز ہے نہ انتہا ہے نہ اس کے باپ کا کچھ پتا نہ اس کی ماں کا کوئی پتا ہم اس بنا پر نہیں کہتے اورآپ پھر مجھے اسی موضوع پر لانے کی کوشش کررہے ہیں کہ کیونکہ انسانی باپ نہیں تھا لٰہزا ہم خدا اسی مفہوم میں مانتے ہونگے جس صورت میں انسان کا باپ ہوتا ہے۔ نہیں قطعناً نہیں قبلہ بالکل نہیں یہ وجہ نہیں ہے۔

علامہ جوہر:

جوہر صاحب، کیاآپ نہیں مانتے کہ حضرت عیسٰی انسان تھے؟

علامہ احسان:

ہم بالکل مانتے ہیں، ہمیں اعتراف ہے اس حقیقت کا۔

علامہ جوہر:

تو اگر وہ انسان تھے تو پھر آپ انہیں خدا کس طرح کہہ سکتے ہیں؟

علامہ احسان:

قبلہ ہم یہ تو ضرور کہتے ہیں کہ وہ انسان تھے لیکن آپ دو چیزوں میں فرق محسوس نہیں کر رہے یہ کہ وہ انسان تھے اس کا میں نے اعتراف کیا لیکن میں نے اس بات کا قطعناً اعتراف نہیں کیا کہ وہ صرف انسان تھے۔ آپ مجھ سے کہلوانا یہ چاہتے ہیں کہ کیونکہ وہ صرف انسان تھے اس لئے خدا نہیں ہو سکتے۔ لیکن میں نے اس کا اعتراف کیا کہ وہ انسان تھے، ہاں وہ انسان تھے، کامل انسان تھے لیکن صرف انسان نہیں تھے آپ خدا بھی تھے اور قادرِ مطلق کو اس بات کی قدرت حاصل ہے کہ وہ اپنی عظمت کو گھٹا کر ہماری محدود انسانی زندگی کے تنگ دائرے میں لے آئے۔

علامہ جوہر:

ایک اوراس سلسلے میں، میں بات پوچھنا چاہوں گا کہ اگریہی بات ہے تو اب یہ بتائیں کہ خدا اورانسان میں کوئی قدریں مشترک ہیں؟

علامہ احسان:

جی ہاں، ضرورہیں، پہلے تو آپ کو یاد ہوگا کہ جب ہم الہام کے موضوع پر گفتگو کررہے تھے اس وقت ہم نے اس پر تبادلہ خیال کیا تھا۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے کچھ اورچیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں، ایک تو میں آپ کے سامنے بائبل کی ایک آیت پیش کرتا ہوں یعنی پہلی ہی کتاب اس کا پہلا ہی باب اوراس کی چھبسویں آیت جس میں کہا گیا ہے کہ؛

"خدا نے انسان کو اپنی صورت اوراپنی شبی پر پیدا کیا۔"

لیکن احسان صاحب یہ عین ممکن ہے کہ آپ کہیں کہ چونکہ میں بائبل کو نہیں مانتا تو لہٰذا اس کا حوالہ پیش کرنا فضول ہے۔ اس لئے میں آپ کے سامنے ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ جامع صغیر میں یہ حدیث ان الفاظ میں آئی ہے کہ؛

"اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔"

یہ حدیث دوسری جگہ پر ان الفاظ میں وارِد ہوئی ہے کہ؛

"کسی کے چہرے پر تھپڑ مت مارو کیونکہ اللہ نے اسے رحمان کی صورت پر پیدا کیا ہے۔"

اسی حدیث کو شرح القائدہ الصقیہ میں دو جگہ صفہ ۳۸ اورصفہ ۴۲ میں حاشیہ میں پیش کیا گیا ہے اوران الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ؛

"اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا"

یہاں آپ ان حوالوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ کتابِ مقدس سے اورخود اسلام کی تعلیم سے یہ بات واضع ہے کہ خدا اورانسان کے درمیان قدرِمشترک ہے اورمیں آپ سے پہلے بھی ایک دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اگریہ قدرِمشترک نہ ہو تو الہام قطعناً ناممکن ہے اورچونکہ یہ قدرِمشترک ہے اسی لئے ہمارا یہ کہنا کہ وہ انسانِ کامل تھے اورخدا ئے کامل بھی تھے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح سے محدود کیا کہ انسان کے درجہ تک لے آئے یہ ممکن ٹھہرتا ہے۔ اس لئے میرا خیال یہ

ہے کہ اگر ہم یہاں پر تھوڑی دیر رُک جائیں اور اس کے بعد کسی اور موضوع پہ گفتگو کریں تاکہ اس بعد جب ہم وہاں پہنچیں جہاں کچھ اور سوالات پیدا ہوں اور آپ یہ دیکھیں کہ یہ خدا کی عظمت کے خلاف ہے تو وہاں پھر ہم اس موضوع پر دوبارہ گفتگو کرلیں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔

علامہ جوہر:

بالکل ٹھیک ہے، میں تو سوچتا ہوں کہ اس طرح کی گفتگو جاری رہنی چاہیے۔ میں نے کچھ باتیں سکھیں ہیں اور امید ہے کہ آپ نے بھی کچھ سکھا ہوگا۔

علامہ احسان:

جی ہاں، میں ضرور آپ سے سیکھ رہا ہوں۔ کم ازکم آپ کے سوالات سے مجھے خود اپنے مذہب کے بارے میں سوچنے اور سمجھنے کا موقع مل رہا ہے کیونکہ اس طرح سے مجھے خود مطالعہ کرنا پڑتا ہے اپنے بھی اور آپ کا بھی کہ میں آپ کو کس طرح سے سمجھاؤں اور میں آپ کو یقین دِلاتا ہوں کہ اگر آپ نے کوئی بھی ایسا سوال کیا جس کا میرے پاس کوئی جواب نہ ہوا یا میں نے سمجھا کہ آپ ایسا جواب کررہے ہیں جو بالکل حقیقت پر مبنی ہے تو میں اس کے آگے ہتھیار ڈالتے ہوئے قطعناً احتجاج محسوس نہیں کروں گا۔

علامہ جوہر:

بہت مہربانی، خدا حافظ

علامہ احسان:

خدا حافظ